

قیمت سالانہ سے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۸ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ ۲۶ اکتوبر ۱۹۱۷ء | نمبر ۴۳

گلدستہ اخبار

انگریزی فوجیں فلنیڈز میں دشمن کا تہس نہس کر رہی ہیں

روس کی حالت تاحال ناگفتہ بہ ہے۔

انگریزی گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے کہ جرمن شہروں پر گولہ باری کرنے کا مصمم ارادہ ہے اب تک ہوائی جہازوں کے تیرہ حملے جرمن شہروں پر ہو چکے ہیں۔

موسم سرما کی لڑائیوں کی پیشبینی کر کے جرمنی فوج میں بغاوت ہو رہی ہے۔

باغیوں کو سخت سزائیں دی گئی ہیں۔

جرمن فوجیں رومانیہ میں بھی ناکامیاب ہیں رومانوی فوجیں خوب مقابلہ کرتی ہیں۔

مشرقی افریقہ میں بھی دشمن کی فوجیں پیچھے ہٹتی چلی جا رہی ہیں۔

انگریزی فوجوں نے مقامات روپونڈا۔ اور لوکمیلیڈی۔ بنا نگا پر قبضہ کر لیا ہے۔

مسٹر مانٹیگو کی تقریر جو حال ہی میں اُس نے پارلیمنٹ میں کی تھی اینگلو انڈینس کی طرف سے اظہار ناراضگی ہو رہی ہے۔

صوفیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ قیصر جرمن قسطنطنیہ سے یہاں واپس آگیا ہے۔

شاہ فرڈیننڈ کے ساتھ اُس نے کھانا کھایا اور ۱۹ تاریخ کو جرمن روانہ ہو گیا ہے۔

یونان کے معزول شدہ بادشاہ قسطنطین پر جو اپریشن ہوا وہ کامیابی کے ساتھ ہوا

مسٹر ظفر علیخاں اڈیٹر ستارہ صبح نے اپنا روزانہ اخبار بعض وجوہات کی بنا پر ایک ہفتہ کے لئے بند کر دیا ہے۔

لائلپور میں ایک ۱۴ سالہ ہندو لڑکی گذشتہ دنوں سکول پڑھنے گئی ہوئی گم ہو گئی ہے جس سے لوگ حیران ہیں۔

گم شدہ لڑکی ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کی طالب علم تھی ۱۰ اور ایک معزز خاندان کی نور چشمی ہے

لاہور کے جینیوں نے ایک جلسہ منعقد کر کے ارجن لال سیٹھی کو نظربندی سے رہا کئے جانے کی تجویز پاس کی ہے۔

خبر ہے کہ بابو اشیش کمار بنرجی جرنلسٹ قانون حفاظت ہند کے تحت میں آرہ میں نظر بند کئے گئے ہیں۔

مسٹر عنایت اللہ خاں وائس پرنسپل اسلامیہ کالج پشاور گورنمنٹ ہند کے اسسٹنٹ سکرٹری محکمہ تعلیم بنائے گئے ہیں۔

گورنمنٹ ہند نے نئے مشیر معاملات ملکی کے عہدہ کا چارج سر جیمز ڈو بولے کو دیا گیا ہے۔

تار برقیات

روسی رزمگاہ

لندن ۱۶ اکتوبر۔ پیٹروگراڈ۔ اخبارات یک زباں ہو کر لوگوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خلیج ریگا کے واقعات کا بڑی سنجیدگی سے لحاظ کریں اور ملک کی حمایت میں جم کر حصہ لیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بحری بیڑے دشمن کے پیٹروگراڈ تک پہنچنے کا آخری دم تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔

جنرل تخیریشان نے شمالی محاذ پر ایک حکم نافذ کیا ہے اور جو لوگ ان غلط افواہوں کو پھیلا کر شورش برپا کرتے ہیں۔ فوجیں فلاں وقت خندقوں میں سے چلی جائیں گی۔ وہ لوگ باغی ہیں۔ اور ان پر خیال نہ کرنا چاہیئے۔

ایم کرنسکی خیال کرتا ہے کہ پیٹروگراڈ کو خالی کر دینا کسی وجہ سے ضروری نہیں ہے۔ مگر یہ کام بتدریج ہو سکتا ہے۔ بورس گزٹ کا خیال ہے کہ گورنمنٹ نومبر کے پہلے نصف میں ماسکو کو چلی جائے گی۔ کارخانے اور ورکشاپ اور فوجی مدرسے منتقل ہونے شروع ہو گئے ہیں۔

لندن ۲۱ اکتوبر۔ پیٹروگراڈ۔ ابتدائی پارلیمنٹ کے آغاز میں ایم کرنسکی نے اپنی ایک تقریر میں کہا جمہوریت کیجا نب سے۔ اگرچہ صلح کی آرزو ہو رہی ہے وہ ہرگز نہیں دیا جائیگا۔ ملک پر کمرانی کی مشکلات فی زمانہ نہایت ہی دکھ دائیک ہیں۔ کیونکہ ان سے وہ معاملات فیصل نہیں ہو سکتے جو مساوات اور اخوت کے خیال کو مستقل کریں۔ اس لئے وہ تمام فریقوں اور باشندوں سے اپیل کرتا ہے۔ کہ وہ تمام بغاوتوں کا خاتمہ کریں جو ملک پر روز بروز زیادہ یورش کر رہی ہیں۔ اور جن سے کفایت شعاری اور مالی مشکلات سرعت کے ساتھ پیدا ہوتی جا رہی ہیں۔ جماہیر کی بے اعتنائی کے خلاف جو گورنمنٹ نے اب تک کوششیں کی ہیں ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوا ہے۔ فوج صرف عقب پر انتظار کر رہی تھی۔ کہ وہ ان امور کا انتظام کریں۔ خصوصاً فوج کی رسد رسانی کا جو دن بدن زیادہ دشوار ہو رہی تھی۔

لندن ۲۲ اکتوبر۔ روسی محکمہ جہاز رانی کا مراسلہ مظہر ہے کہ ۱۹ اکتوبر بالٹک کے جزائر میں عام حالت یہ تھی کہ جزائر آسیل اور مون معین طور پر دشمن کے قبضے میں ہے۔ ڈاگو پر لڑائیاں ہو رہی ہیں۔ ان میں دلدلوں کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ وہاں کی قلیل فوج صرف ساحل کے توپخانوں کی حمایت اور پشتی کر رہی ہیں۔ باوجود دشمن کی مخالفت کے مون ساونڈ کا بحری جہاز جس میں بہت سے جنگی جہاز کشتیاں اور باربرداری کے جہاز وغیرہ شامل ہیں۔ نہایت ہی ترتیب کے ساتھ زیادہ محفوظ جگہوں میں پہنچ گئے ہیں۔

لندن ۱۶ اکتوبر۔ ہلسنگفورس۔ دو روسی تارپیڈو کشتیوں کے ملازمین جو جزیرہ آسیل کی جنگ میں شریک تھے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جنگ بلا توقف ۱۲ سے ۱۷ اکتوبر تک برابر ہوتی رہی۔ جرمن کا ایک ڈریڈناٹ اور ایک کروزر غرق کر دیا گیا۔ دوسرا کروزر پاش پاش ہو گیا۔ چار تارپیڈو کشتیاں غرق اور دو ناکارہ کر دی گئیں۔

لندن ۲۱ اکتوبر۔ پے ترکا ایک جرمنی مراسلہ مخبر ہے کہ ڈاگو جزیرہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ دشمن نے سمندر پر سے اوسٹیٹ پر گولہ باری کی۔ ڈاگو اور برلیس کے درمیان سخت گولہ باری ہوتی رہی۔ ہم نے جزیرہ ڈاگو میں کئی سو آدمی گرفتار کئے۔ ہم نے شیلڈو جزیرہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ روسی بحری فوج نے مون ساونڈ چھوڑ دیا ہے۔ اور سلاوا اور چار جہاز جہوڑ کر شمال کی سمت چلے گئے۔

مغربی رزمگاہ

لندن ۲۱ اکتوبر۔ برٹش ہیڈ کوارٹرز پر کارسٹر کا کارسپانڈنٹ تار دیتا ہے کہ دن اور رات ہمارے گولہ انداز جرمنوں کو بے رحمی سے پیس رہے ہیں اور اس کے خوفناک نتائج بہت سے ماخذات سے ظاہر ہوتے ہیں۔ توپ خانوں کی لڑائی دشمن کی اس کی فوجوں کی کم حوصلگی کیوجہ سے دباؤ ڈال رہی ہیں تاکہ وہ متواتر اپنی فوجوں کو امداد پہنچاتے رہیں دشمن کا ایک افسر جو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کے پاس سے ایک خط نکلا ہے جس میں اس امر کی شکایت کی گئی ہے۔ کہ دشمن کو اپنے ہی توپخانوں سے بہت نقصان پہنچ رہا ہے جس سے ان لوگوں پر بڑا نامواقف اثر پڑتا ہے۔ جو سات دن تک متواتر سخت گولہ باری کی آتش فشانی کے نیچے رہے ہیں۔

دوسرا خط مظہر ہے کہ انگریزوں نے چار دن کے اندر سات ڈویژنوں کا قلع قمع کر دیا گیا ہے۔ اور وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ کل پیادہ فوج کی دو کمپنیاں دفن کر دی گئی ہیں۔

قیصر کی عمدہ ترین بہت سی فوج بھیجی جا رہی ہے جنرل ون آرڈاون لکھتا ہے کہ اس جرمن فوج کی بد اطواری سے برٹش کے مقابل ہے مجھ

ایڈیٹوریل نوٹس

ہندوستانی کلیسیا کی مشکلات

(۳)

ہندو روحانی خیال اور زندگی کا بہترین استعمال

یونانی لفظ "اکلیسیا" جسکا ترجمہ انگریزی میں چرچ کیا جاتا ہے "یہودیوں اور بت پرستوں کے مجموعوں کے متعلق صدیوں کی تاریخ رکھتا ہے" یہ یہودی اور یونانی ہر دو عنصروں کا روح پاک کی تاثیر کے تحت میں جو مسیح کے ایمانداروں کی نئی روحانی اور شخصی زندگی کے اندر کام کرتی رہی باہمی مل جل جاتا ہے جسکا نتیجہ رسولی کلیسیا کی صورت اور وجود ہے۔ جیسا کہ خدا نے زمین پر روح القدس کی خواہش کے لئے کلیسیا کے اندر کوئی نیا ذریعہ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ پرانے ہی وسیلہ کو اختیار کیا۔ اور اُس پر اپنا ایسا کام کیا جو سب سے اعلیٰ اور ارفع تھا کہ اُس نے اس میں ایک نئے معنی پیدا کر دیا اور اُسے وہ قوت عطا فرما دی جسکا کبھی خیال بھی نہ آیا تھا"۔ پس ہم اُسی طریق کی پیروی اور جو کچھ ہندو روحانی خیال اور زندگی میں بہترین ہے اُسکا استعمال کرینگے۔ ہر ایک شخص گلی کوچوں میں دیکھ سکتا ہے کہ تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ ہر دو قسم کے لوگ اپنے مندر کے سامنے جو ہمیشہ کھلا رہتا ہے گذرتے ہیں تو بت کے سامنے تعظیماً جھک جاتے ہیں۔ اور اپنی آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور اس بت یا خدا کی انسانی صورت پر ایک دو منٹ تک مراقبہ کرتے ہیں اور شام کے وقت ہندو مستورات مندر میں جاتیں اور صدق دل سے اگرچہ جہالت سے ربع یا نصف گھنٹہ تک پوجا کرتی اور گھر واپس آجاتی ہیں۔ یہ عمل وہ لوگ برضا و رغبت اور بلا کسی قسم کی خارجی تحریک کے خود بخود کرتے ہیں۔ میں بشمولیت پاسٹر اس عنصر کو ساتھ ایک ترقی یافتہ صورت کے تجویز پیش کرونگا اور دخل بھی کرونگا۔ تاکہ اُس پر خدا کی روح اپنا کام کرے۔ سب سے پہلے لازم ہے کہ گرجہ گھر صبح اور شام کھلا رہا کرے اور مردوں اور عورتوں کو اس امر کی تحریک دیجائے کہ وہ اپنا روزمرہ کا کام کرنے سے پہلے اور بعد کسی نہ کسی وقت ضرور گرجے جایا اور پندرہ بیس منٹ تک دعا اور مراقبہ میں مشغول رہا کریں۔ عبادت اور تعلیم کے لئے مناسب اور موزوں کتابیں گرجے میں میز پر رکھی ہوں۔ اس بات پر فوراً کوئی یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہ کام تو خود گھر ہی میں کیا جا سکتا ہے۔ مگر میں اس کا یہ جواب دونگا کہ کسی انگریز کے بنگلے کا کمرہ تو اس کا محل ہے۔ لیکن ہندوستانی گھروں میں ایسی ایسی رکاوٹیں ہیں جن کو مغربی لوگ پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے۔

پھر سنیچر کے روز رات کے وقت ہندو لوگ بعض گھروں میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ اور ہر ہفتہ سنیچر کے روز باجوں کے ساتھ کرشن یا شیو یا برہمن کے تعریفی گیت گایا کرتے ہیں۔ حال ہی میں پرسیولکم کی بیلین کلیسیا کے اندر اس عنصر کے داخل کئے جانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مسیحی جوان جو گانے کی مشق کی موقعہ اور مقام سے کسیقدر لاپرواہ تھے وہ اب ایک "مسیحی بھجنائے" یا بھجن منڈلی بنانے میں سرگرم ہیں۔ تجویز کیگئی ہے کہ عمدہ باجوں کے مہیا کرنے کے لئے بذریعہ بجٹ کے چندہ کے مبلغ ۵۰ روپیہ بہم پہنچائے جائیں۔ اور جوان لڑکے جنہیں ہندوستانی راگوں میں گانے کی نعمت عطا ہوئی ہے سنیچر کی راتوں کو کسی ممبر کے گھر میں جو انہیں دعوت دے۔ بھجن منڈلیوں کو بہت جلد شروع کردیں اور ہر چوتھے سنیچر کی رات کو گرجے میں یہ بھجن منڈلی ہوا کرے۔ پاسٹر اور ایک دو ذی اثر شرکا جماعت ہر میٹنگ میں حاضر ہوا کرینگے۔ اور اس تحریک کو دعا کے ساتھ مناسب ذرایعہ سے عملی جامہ پہنائیں گے۔ اور اس موقعہ اور وسائیل سے روحانی مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے استفادہ کرینگے۔ میں بہت برسوں تک عبادت میں گیت گاتا رہا اور ان کے نفع اور ترقی دینے والے خیالات سے بخوبی واقف ہوں۔ لیکن درحالیکہ سرودوں میں اس قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں۔ ہندوستانی راگ جو صبح و شام یا رات اور ہر وقت کے موزوں ہیں مجھے عبادت اور مراقبہ میں بہت ہی امداد دیتے ہیں میں اُس گہرے اثر کو کبھی نہیں بھول سکتا جو ایک مرتبہ رات کے چار بجے اُس دعائیہ بھجن سے جو ایک ہندو جنٹلمین اوپر کی منزل پر گا رہا تھا مجھ پر ہوا تھا مجھ پر ہوا تھا جبکہ میں ابھی ایک لڑکا ہی تھا اور ایک ہندو دوست کے گھر سو رہا تھا اور اس بھجن سے فوراً بیدار ہو گیا تھا۔ میں نے اس وقت خدا سے دعا کی کہ وہ ہندوؤں میں سے کسی ایسے شخص کو برپا کرے جو مسیحی دعا کو نہایت موزوں اور مناسب سُر میں ادا کر سکے۔ اور وہ دعا بھجن کی صورت میں ہو۔ میں اُس وقت نہایت خوش ہوا جبکہ ایک مسیحی بھگت کو خدا نے مبعوث کیا۔ اور یوروپین مشنری اسکا پیرو ہو گیا۔ ان بھگتوں کی تاثیرات سے گرجوں میں بھجن منڈلیوں کے داخل کئے جانے پر جو اعتراض کیا جاتا تھا اُس کو زائل کر دیا۔

حقیقی سنیاسی کی قدر و منزلت۔ ہندو لوگ

سچے سنیاسی کی زندگی کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ ہندوستانی مسیحی جنہوں نے پنجاب کے گشتی سنیاسی سندر سنگھ کی عجیب و غریب زندگی اور کام کے حالات پڑھے ہیں۔ وہ اس سے بڑے متاثر ہوئے ہیں۔ ایک تعلیمیافتہ برہمن افسر نے مجھ سے وہ کتاب مطالعہ کرنے کے لئے بھیجی تھی۔ چند یوم کا عرصہ ہوا مجھے لکھا تھا کہ اُس پر اس کتاب سے بڑی ہی تاثیر ہوئی۔ ایک امریکہ کے لکھ پتی نے اُس کی تقلید کی اور وہ بھی سنیاسی بن گیا۔ اور دو سال سنیاسی زندگی بسر کرنے کے بعد اُس نے ۱۹۰۸ء میں انگریزی ماہوار رسالہ "ایسٹ اینڈ ویسٹ" میں لکھا کہ سنیاسی کی زندگی اور کام ہندوستان میں انجیل کی بشارت دینے کے لئے بڑے طاقتور ذریعہ ہیں۔ شمالی ہندوستان کے ایک مسیحی دوست سے مجھے خبر ملی ہے کہ ہندوؤں کو مسیح پاس لانے کے لئے ایک اور مشنری سنیاسی زندگی بسر کرنے کو مستعد ہے۔

سندر سنگھ کی بابت ایک امریکن لیڈی یوں لکھتی ہے "میں نہ صرف اسباب کی فکرمند ہوں کہ سوامی جی کی خوشنما زندگی اور تقوے سے ہندوستان ہی کو مدد پہنچے بلکہ مجھے آرزو ہو کہ میرا اپنا ملک بھی اُس سے سیکھے"۔ چند ایک ہندوستانی مسیحی جن کے اندر مجرد رہنے (برہمچریہ۔ ایڈیٹر) کی تحریک پیدا ہوئی ہے۔ وہ دیہات میں بشارت دینے کے لئے اس طرز زندگی کو اختیار کریں۔ یہ طرز عمل بشارت انجیل معمولی طریقہ سے متجاوز تو ہوگا۔ مگر وہ ہے خالص مشرقی طریق۔

بشارت انجیل کے لئے شخصی گفتگو کا طریق افضل ہے } میری رائے میں بشارت انجیل کے بہترین طریقوں میں سے شخصی گفتگو کا طریق ایک ہے۔ انگریزی طریقہ تعارف کو چھوڑ کر ایک ہندوستانی دوسرے ہندوستانی سے بخوبی آزادانہ گفتگو کر سکتا ہے۔ بعض ہندوستانی مسیحی جو سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جو خدا کی روح سے معمور ہیں۔ وہ ہندوؤں کے ساتھ محبتانہ رابطہ پیدا کرنے میں اپنا وقت صرف کریں۔ اور آزادانہ بات چیت۔ ہمدردی اور محبت کے ذریعہ سے ہندوستانی زندگی کی اس خوبصورتی کو ظاہر کریں جس کی صورت مسیح نے تبدیل کر دی ہے۔ پادری واگر صاحب کہتے ہیں۔ "انجیل پیش کرنے کا جو ہمارا طریقہ ہے وہ اپنی صورت اور طبیعت میں بہت ہی مغربی ہے۔ ہم یورپینوں اور امریکنوں نے یہ نہیں سیکھا کہ ہم اپنے قومی عادات اور میلانوں کو اسی وسعت میں کس طرح ترک کریں جیسا کہ رسولی زمانہ کے بہت سے مناّدوں نے کیا تھا۔ ہم مشرقی ممالک میں کلیسیائی حکومت اور عمل کی اپنی ہی صورتیں اور سسٹم لاتے ہیں جن میں سے اکثر ہماری خاص پولیٹیکل۔ سوشیل۔ اور عقیدوں کی تاریخ پر محمول ہیں اور وہ انجیل کا ست نہیں ہیں۔ ہم اُس سادہ اصول کو فراموش کر دینے کے عادی ہیں جس پر یروشلیم کی کونسل میں عملدرآمد ہوا تھا۔ اور اکثر مشرقی شاگردوں کی گردنوں پر مغربی جوا رکھنے کے عادی ہیں۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ ہندوستانی مسیحی بھائیوں کو بھی اسی کی یاد دلائی جائے۔ یہ انہیں کا کام ہے کہ وہ اپنے ہموطنوں تک حقیقی مشرقی طریقے سے اور یسوع مسیح کی ہمدردی کے ساتھ رسائی حاصل کریں۔ نئے اور زیادہ حقیقی ہندوستانی اشاعت میں متفرق حالات کے اندر زیر کی۔ مہارت اور قابلیت کی بہت ضرورت ہوگی

ویگر امور کی ضرورت } جبکہ ہندوستانی موسیقی ہندوستانی طریقوں پر ترقی پا گئی۔ اور بھجنوں کی تعداد زیادہ ہو گئی۔ تو مسیحی میلے جن پر پادری ڈبلیو۔ ٹی سکاٹ صاحب نے گوجرانوالہ کنٹل کی کانفرنس میں ایک مضمون پڑھا تھا ہندو نمونوں کے مطابق ہونے لگیں گے۔ تاکہ دیہاتی مسیحی اپنے ضلع کی کنونشنوں میں کھینچ کر آ جایا کریں۔

ماس موومنٹ بھی ایک بڑا مسئلہ ہے جس پر غور کرنا ضروری ہے۔ مگر اس پر بحث کرنے کا موقعہ نہیں ہے۔ ......ایک اور مسئلہ ذات پات کا ہے مسیحی لڑکوں کے لئے نمونہ کا مسیحی ہائی سکول مگر اس پر اس محدود عرصہ میں بحث نہیں ہو سکتی۔

. اگر ہمارا مقصد اور عندیہ مسیح کے ساتھ شراکت اور بھائیوں کے ساتھ رفاقت رکھتا ہے اور اس رفاقت کو قائم رکھنے کی کوششوں پر بڑی ہوشیاری کے ساتھ غور و فکر کرنا اور اُن کو ہندوستانی طریق پر لانا ہے تو بیرونی صورت یعنی قومی کلیسیا مناسب عرصہ میں اور خدا کے مقررہ وقت پر ہماری نظروں کے سامنے آ جائے گی۔

میں آپ لوگوں کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے میری آزادانہ تقریر کو صبر کے ساتھ سُنا چونکہ ان مسائل میں ہاتھ لگانا بڑا مشکل اور نازک سا معاملہ ہے۔ اور چونکہ میں خود فراموش اور ایک دوسرے کی مشکلات میں ہمدردی کا خواستگار ہوں۔ اس لئے لازم ہے کہ ہماری تمام بے ربط اور غیر معمولی گفتگو میں ہمارا یہ مقولہ ہو کہ میں گھٹوں اور وہ (خداوند اور مالک) بڑھے"۔ (یہاں آپ کا وعظ ختم ہوتا ہے جس کا تیسرا حصہ ناظرین کے پیش کش ہے۔ ایڈیٹر)

نئے گھر کے لئے دعا

جب دولہا دولہن بیاہے جاتے ہیں تو فی الحقیقت نئے گھر کی بنیاد پڑتی ہے۔ اس نئے گھر کے ان دو زندہ بنیادی پتھروں کے لازمی ہے کہ جہاں نئی محبت نئی امنگیں۔ نئے کام اور نئی امیدیں دلوں میں ہوتی ہیں۔ وہاں ان میں کامیابی اور مسرت حاصل کرنے کے لئے خدا سے خاص دعا کی جائے۔ اور روزمرہ کی جائے۔ کیونکہ جب خداوند ہی گھر نہ بناوے تو ان کی محنت جو اس کو بنا کرتے ہیں بے فایدہ ہے (زبور ۱۲۷: ۱) اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ذکر کرتے ہیں کہ امریکہ میں سبت سکول کے بعد ایک شریف نژاد اور وضعدار جوان خاتون آئی اور اپنے پاسٹر سے مخاطب ہوئی "آپ جانتے ہیں بعد کو ہماری شادی ہونے والی ہے۔ اور میرا چچا شادی کی رسم ادا کریگا اور میں چاہتی ہوں کہ میرا پاسٹر بھی اس میں شریک ہو۔ کیا آپ ہمارے لئے ایک دعا مرتب کرینگے جس کو ہم اپنے نئے گھر میں استعمال کر سکیں"؟ اور ساتھ ہی عورت نے بڑی مسرت بھری نگاہوں سے پاسٹر صاحب کی جانب نظر کی۔ پاسٹر صاحب کا دل بھی اس تعجب انگیز واقعہ سے جوش زن ہوا۔ اور اس نے ذیل کی دعا ان کے لئے لکھی۔

"اے ہمارے رحیم آسمانی باپ ہم اپنے نئے گھر کے لئے جو تیرا عطیہ ہے۔ کہ ہم تیرے لئے اسکو استعمال کریں۔ تیرا شکر کرتے ہیں۔ ہم اس کی پاک خوشیوں اور حقوق کے شکریہ کے ساتھ اس میں داخل ہوتے ہیں۔ اس محبت کے لئے جو ہمارے دلوں کو باہم جوڑتی ہے۔ ان امیدوں کے لئے جو ہمارے مستقبل کو روشن اور چمکدار بناتی ہیں اس کام کے لئے جو ہم تیرے اور تیری بادشاہت کے لئے کرتے ہیں۔ ہم تیرا نہایت امتنان شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہماری مدد کر کہ ہم ہر ایک خوشی اور ہر ایک بوجھ میں حقیقی طور پر شریک ہوں۔ سکھا کہ ہم کشتی کو دیں اور معاف کریں۔ ہمیں اسباب کا فکرمند بنا کہ ہم ہر صبح کو اپنی درخواستیں تیرے حضور لایا کریں۔ اور ہر شام تیری حمد کیا کریں۔ ہمارے ہر کھانے میں ہمارا مہمان بن۔ ہر تجویز میں ہمارا ہادی ہو۔ ہر آزمائش میں ہمارا محافظ ہو۔ مسیحی گھر بنانے کے جلیل القدر کام میں ہماری مدد کر۔

"ہم اپنی باہمی گھروں کی زندگی اس پہلی پاک شب کو اپنے آپ کو بخوشی تیرے حوالہ کرتے ہیں ہم فروتنی کے ساتھ تیری رحمت کے خواستگار ہیں۔ کہ تو ہر خیال اور کام میں تو ہماری محافظت کرے۔ جب صبح ہو تو ہماری مدد کر کہ ہم اس نئے دن کی محنت مشقت کے لئے بخوشی و خرمی روانہ ہوں۔ اور جب زندگی کی شام ہو تو ہم کو صحیح سلامت گھر پہنچا۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم یہ دعا اس کے نام سے مانگتے ہیں۔ آمین"۔

کیا ہمارے ہندوستانی مسیحی دولہا دولہن خصوصاً اور غیر مسیحیوں کے عموماً اپنے نئے گھر کے لئے خدا سے ایسی ہی دعا صدق دلی اور ایمان اور محبت سے نہ مانگیں گے۔ تاکہ اپنی نئی گھر کی زندگی میں کامیاب اور خوشحال رہیں اور ہر بات میں اسی کا جلال ظاہر ہو۔

آسمانی ملک کے ہموطن

مسیحی لوگ اس دنیا کی بیش بہا چیزوں اور مسرتوں سے اپنی پشت اس لئے نہیں پھیرتے کہ ان میں ان سے حظ اٹھانے کی طبعی قابلیت نہیں ہے۔ یا ان کو ان کا مذاق ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ ان سے اس لئے منہ موڑتے ہیں۔ کہ روح القدس نے انہیں بہتر اور بڑی جلیل القدر چیزوں کا نظارہ دکھا دیا ہے۔ مسیحی اس سہرے کے مشتاق اور آرزومند ہیں جو کبھی مرجھاتا نہیں۔ اور وہ دنیا سے وہ چیز لے جانا چاہتے ہیں جو باقی رہے۔ اور انہیں ہمیشہ خدا میں مسرور رکھے مسیحی آدمی اس شخص کی مانند ہے جس کو یہ اطلاع ملی ہو کہ اپنے ٹوٹے پھوٹے اور ناپائیدار گھر کو چھوڑ دو اور ایک نئے گھر میں آجاؤ۔ تو کیا بھلا ایسا شخص اس پرانے اور خستہ گھر کی مرمت یا سنوار بناؤ میں مشغول اور منہمک ہو سکتا ہے۔ اس کا خیال تو آگے چلنے کی طرف لگا ہوا ہے۔ جب کبھی مسیحی کو باتیں کرتے سنو گے تو وہ اسی گھر کی بات گفتگو کرتا سنائی دیگا جہاں کہ وہ جا رہا ہے۔ وہاں ہی وہ اپنا مال جمع کرتا ہے۔ اور اسی کے پہونچنے کے سر و سامان کرتا ہے۔

ایسے شخص کی فکر خود خدا ہی کرتا ہے۔

کیا ہی خوش نصیب اور خوشحال ہے وہ آدمی جس کی فکر خدا کرتا ہے۔ جو الٰہی حفاظت اور رہنمائی کے تحت ہو کر اپنا سفر طے کرتا ہے جس کا آسمانی باپ تمام دانائی اور رحمت کا منبع اور سرچشمہ ہے اور محبت کی جمہوری سلطنت کا نمائندہ اور سر ہے۔ وہی آسمانی باپ کل عالم فطرت ہے۔ اور تمام عالم فطرت کو اپنے فرزندوں کی فلاحیت اور خوشی کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ایسا آدمی ہر دشمن کے مقابلہ میں خوب مسلح اور تیار ہے اور ہر غالب پر غالب آتا ہے۔ وہ عین آرام اور اطمینان کے عالم میں بود و باش کرتا ہے۔ وہ تمام اوہام سے اوپر

اور بہت بلند پرواز کرتا ہے۔ جیسے عقاب ہر قسم کے نشانہ کی زد سے اونچا پرواز کرتا ہے۔ جو شخص خدا کی محبت پروردگاری کا ایسا احساس رکھتا ہے اُسکو زندگی کے اس تمام جنگ وجدل کی آتشباری اور توپوں کی گرج سے کچھ بھی خوف و خطر نہیں ہوتا۔ اُس کو تمام ناموافقتوں اور مشکلات وخطرات میں فتحمندی کا یقین ہوتا ہے۔ وہ اپنے الٰہی تعلقات میں خوش وخرم رہتا ہے۔ اور آخرکار اُس کا انجام بخیر اور پرابتہاج ہوتا ہے۔

ایک شریف زادہ اور اُس کی والدہ کا مسیحی ہونا

ہمارے نامہ نگار صاحب پالم پور سے خبر دیتے ہیں کہ بھاگسو ضلع کانگڑہ میں ایک صاحب ہیں جنکا نام اے۔ ایم جعفر ہے۔ آپ محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے اسسٹنٹ انجنیر ہیں۔ چند ماہ سے شہر مذکور میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کا مسیحیانہ برتاؤ اور محبتانہ سلوک مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں مشہور ہے چند برس گذرے کہ آپ ایک اعلے محمدی خاندان سے مشرف بمسیحیت ہوئے تھے۔ والدین کی زندگی سیالکوٹ بسر ہوئی۔ مسیحی ہونے کے بعد آپ ولایت میں تعلیم پاتے رہے۔ اور وہاں ہی ایک مسیحی لیڈی کے ساتھ شادی بھی کر لی ہے۔ اگرچہ اپنے والد صاحب سے آپ کی مسیحی مذہب پر گفتگو اکثر ہوتی رہتی تھی۔ تو بھی وہ اسلام ہی میں وفات پاگئے۔ بعد میں آپ اپنی والدہ صاحبہ کو مسیحی مذہب کی تلقین کرتے رہے۔ اور اُن کو مسیح خداوند کے قدموں میں لا بٹھایا۔ چنانچہ اُن کا بپتسمہ کانگڑہ کے گرجاگھر میں مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۱۶ء کو ہوا۔ اس موقعہ پر کئی ایک شریف ہندو مسلمان بھی حاضر تھے۔ جناب کی والدہ صاحبہ کی دینی تیاری ان سوالات کے جوابات سے ظاہر ہے جو بپتسمہ کے وقت پوچھے گئے۔ جن سے ظاہر تھا کہ وہ کیسے شوق وذوق سے مسیح کو قبول کر رہی ہیں۔ یہاں کے مسیحی آپ کے مسیحی جوش پر بڑے افتخار کے ساتھ نازاں اور شکر ہیں۔ خدا کرے کہ آپ اپنے باقی رشتہ داروں کو بھی خداوند مسیح کے پاس لائیں تاکہ وہ بھی اُس کی بادشاہت کے وارث ہوں۔

ایک نجومی کی پیشینگوئی جنگ کے بارے میں

کلکتہ کے مسٹر ایم بھٹاچاریہ نے جو ایک جوتشی ہیں کرانکی دارتیگ کے لئے جنگ کے متعلق ذیل کی پیشینگوئی بیان کی ہے۔ جنگ دن بدن برطانیہ اور اُس کے اتحادیوں کے لئے اچھے نتایج پیدا کرتا جائیگا ۱۲۔ اور ۱۳ نومبر کو وہ جرمن پر بڑی بھاری ضرب لگائینگے جرمن مدافعت کا کل خط ۷ دسمبر سے برطانوی افواج کے دباؤ سے شکست ہو جائے گا۔ ۳۱ دسمبر کو برٹش محاذ مقام ہل اور فرانسیسی محاذ مونیگ پر وسیع ہو جائیگا۔ ۱۲ فروری ۱۹۱۸ء کے اندر اندر جرمن فرانس سے نکال دیئے جائینگے۔ مزنگ پر ۱۵ اپریل کو نیموڈ پر ۹ جون کو ۱۳ اگست کو برڈسلز پر سخت جنگ ہوگی۔ ان تمام جنگوں میں جرمن کو شکست ہوگی۔ ۲ دسمبر ۱۹۱۸ء سے پیشتر بیلجیم دشمن سے آزاد ہو جائے گا۔ ۲۷ اپریل ۱۹۱۹ء سے پہلے رہینش پروشیا پر اتحادی قابض ہو جائینگے یکم جولائی ۱۹۱۹ء پر برٹش صلح بیان کرینگے۔ ۵ ستمبر سے جنگ میں التواء شروع ہوگا۔ آئیندہ دو سال کے اندر اندر یعنی جب تک زحل برج سرطان میں نہ آئیگا صلح انجام کو نہ پہونچیگی۔

روس کے خیالات صلح کے بارے میں

پیٹروگراڈ کی خبر بابت لندن جو صلح کے بارے میں روسی خیالات کا اظہار کرتی ہے یہ ہے کہ روسی صلح کے مطالبات کے درمیان جو روسی مزدوروں اور سپاہیوں کے ایلچیوں کی کونسل کا ایلچی ایم۔ سکابلیف حال ہی میں اتحادیوں کی اس کانفرنس میں پیش کریگا جو پیرس میں منعقد ہوگی یہ امور بھی شامل ہیں۔ یعنی السس لورین اور اٹالیا اریڈنٹا کے مستقبل کی بابت ایک آزادانہ اور غیر شافعر فیصلہ ہو۔ بلجیم سرویا۔ اور مونٹنیگرو بحال ہوں اور انٹرنیشنل فنڈیس سے ان کا معاوضہ دیا جائے۔ جرمنی کو اُس کی تمام نوآبادیات واپس کردی جائیں۔ تمام اُن آبناؤں میں جو اندرونی بحر کا راستہ ہیں غیر جانبداری آبناؤں میں سویز کنال اور پنامہ کنال بھی مشتمل ہیں مجبور پرے کل ہتھیار لے لئے جائیں۔ اور ملشیا کا ایک سسٹم جاری ہو

نوٹس

مجھے دو عیسائی نوکروں کی ضرورت ہے۔
ایک خانساماں دوسرا بہرا۔ کام سے اچھی واقفیت ہونی چاہئے۔ مکان۔ بائش کے لئے دیئے جاوینگے۔ تنخواہ ۱۲ روپیہ اور ۱۰ روپیہ دیجاویگی شادی شدہ کو ترجیح دیجاوے گی۔ نیک اور سچے مسیحی کی ضرورت ہے۔ کوئی رومن کیتھولک مہربانی سے درخواست نہ کرے۔ درخواست معہ نقول سرٹیفکیٹ ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

مسٹر ٹی۔ ایم۔ الگزنڈر۔
بیرسٹرایٹ لا۔ ملتان شہر

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

گورنمنٹ پنجاب کا مراسلہ

آنریبل مسٹر تھامپسن چیف سیکرٹری پنجاب گورنمنٹ نے صوبہ ہذا کے کمشنروں۔ ڈپٹی کمشنروں۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کالجوں کے پرنسپلوں اور پروفیسروں اور سکولوں کے ہیڈماسٹروں اور منیجروں کے نام ایک گشتی چٹھی جاری کی ہے جو ذیل میں درج کیجاتی ہے۔

۱۔ حال میں جو جلسے پولیٹیکل معاملات پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوئے تھے اُن کا ایک ناقابل اطمینان پہلو یہ تھا کہ اُن میں طالب علموں کی کثیر تعداد شامل ہوئی۔ نوجوانوں کو اُن لوگوں سے بچنے کے لئے خاص احتیاط کرنی چاہیے جو اُن کو پالٹکس میں حصّہ لینے کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ کہہ کر اُن کی چاپلوسی کرتے ہیں۔ تم محب الوطن ہو۔ اپنے مذہب کے محافظ ہو۔ اور اپنے ملک کے نجات دہندہ ہو۔ اور اس طرح بدنظمی اور بےچینی کے بیج بوتے ہیں۔

یہ کوئی خیالی تصور نہیں ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں بیسیوں طلبا اور سکول کے لڑکوں کو جو وفادار اور اعلےٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ایسی دغابازانہ درخواستوں نے باغی اور سرکش بنا دیا۔ اُن میں سے بعض کو عدالتوں سے سخت سزائیں ہوئیں بعض قید کی سزا بھگت رہے ہیں۔ اور بعض کو مشتبہ سمجھ کر نظربند کیا گیا ہے۔ اور بعض نے اپنے خانگی اثرات اور اردگرد کے حالات دیکھ کر اپنی غلطی کو محسوس کر لیا ہے۔

۲۔ سکول کے لڑکوں اور طلبا کا جو پولیٹیکل معاملات کے ساتھ تعلق ہے۔ اُس کے متعلق گورنمنٹ ہند کی جو پالیسی ہے۔ اُس کو ایک گشتی چٹھی میں جو گورنمنٹ ہند نے ۱۹۰۷ء میں جاری کی تھی بیان کر دیا گیا ہے۔ اس چٹھی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سکول کے لڑکوں کا پولیٹیکل معاملات میں دخل دینا اُن کی تعلیم اور ضبط دونوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ اس لئے اُن کو پولیٹیکل معاملات میں دخل دینے سے باز رہنا چاہیئے۔ ان کے اُستادوں کو بھی اُن پولیٹیکل خیالات مٹانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اُن کے شاگردوں کے خام دماغوں میں ڈالے گئے ہیں۔ انہیں طلبا کو جتلانا چاہیئے کہ یہ خیالات ان فوائد کو جو بطور شہری انہیں حاصل ہیں کتنے خراب کرنے والے ہیں اور بعد کی زندگی میں اُن کی ترقی میں کس قدر رکاوٹ ڈالنے والے ہیں۔

۳۔ یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ کالجوں کے طلبا کو سکولوں کے طلبا کی نسبت زیادہ آزادی حاصل ہے۔ آج جو طالب علم ہیں۔ وہ کل شہری ہونگے۔ وہ مالی معاملات اور ملک کی روحانی اور پولیٹیکل نشوونما میں زیادہ حصّہ لینے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ اُنکی دماغی تعلیم ایسی ہونی چاہیئے۔ جو انہیں اُن معاملات میں وسیع اور پختہ خیالات قائم کرنے میں مدد دے جن کے ساتھ اُنہیں بعد ازاں واسطہ پڑیگا۔ اسلئے گورنمنٹ کی یہ پالیسی نہیں کہ وہ اُن کو پولیٹیکل معاملات میں معقول اور مناسب طور پر دلچسپی لینے سے باز رکھے۔ اُن کو اخبارات اور رسالے پڑھنے کی عام اجازت ہے۔ اور کالج کے کورسوں میں بہت سے ایسے مضامین ہیں جو ان کے دلوں کو ایسے معاملات سے آگاہ کرتے اور انہیں اُن میں دلچسپی لینے کے قابل بناتے ہیں۔

ان اصحاب نے جو طلبا کے فوائد میں گہری دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ عام طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ وہ بلحاظ عمر اور تجربہ کے پولیٹیکل معاملات میں زیادہ حصّہ لینے کے ناقابل ہیں۔ مسٹر گوکھلے مرحوم کے اس معاملہ کے متعلق جو خیالات ہیں وہ اس قابل ہیں کہ انہیں زیادہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ آپ نے بمبئی میں طلبا کو مخاطب کرتے ہوئے جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

"طلبا کا پولیٹیکل جدوجہد میں عملی حصّہ لینا درحقیقت پبلک زندگی کے ذمہ دارانہ چلن اور درجہ کو کم کرتا ہے اور اُس کے اچھے اثر کو خراب کرتا ہے نیز اس سے طلبا میں نقصان دہ جوش پیدا ہوتا ہے جس سے اُن میں سخت فرقہ داری کی سپرٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اُن کے مطالعہ میں مزاحم ہوتی ہے۔ اور اُن کے روحانی اور اخلاقی نشوونما کے لئے مضر ثابت ہوتی ہے۔ ۴ یا ۵ سال کا عرصہ جو نوجوان زیادہ تر کالجوں میں گزارتے ہیں۔ صرف اس کام کے لئے کافی ہوتا ہے۔ جو مناسب طور پر اُس سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی زندگی کی ذمہ واریوں کے لئے علم اور چلن میں ترقی حاصل کرنا یقیناً ہمارے طلبا کو اس عرصہ میں تھوڑا سا صبر کرنا چاہیئے اور خود تکلیفیں برداشت کرنی چاہییں اور پولیٹیکل معاملات میں دخل دینے سے اُس وقت تک باز رہنا چاہیئے جب تک کہ اُن کا مطالعہ پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ جائے اور وہ ملک کی پبلک زندگی میں حصّہ لینے کے قابل نہ ہو جائیں۔"

۴۔ یہ نصیحت ۱۹۰۹ء میں کیگئی تھی۔ یہ خرابیاں جو طلباء کے پولیٹیکل تحریکوں میں حصّہ لینے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اُن کے متعلق بعد کے تجربوں نے اس خیال کی کامل طور سے تائید کر دی ہے۔ یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ بہت سے والدین اب اپنے فرزندوں کو لاہور (جو پنجاب میں پولیٹیکل زندگی کا مرکز ہے) کے کالجوں میں اس خیال سے بھیجتے ہیں کہ وہ مختلف پولیٹیکل تحریکوں میں حصّہ

لینے سے باز رہیں گے۔

یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ پولیٹیکل جلسوں میں شامل ہونا پولیٹیکل معاملات میں عملی حصہ لینے کیطرف مائل کرے لیکن تجربہ سے ظاہر ہے کہ یہ ایسے معاملات میں حصہ لینے کی طرف عموماً پہلا قدم ہے۔ اور ایسے جلسوں کا اثر بقول مسٹر گوکھلے مرحوم خام دماغوں میں جو معاملہ کا صرف ایک پہلو سنتے ہیں۔ اور یہ دیکھنے کی پرواہ نہیں کرتے کہ بہت سے سوالات کے دو پہلو بھی ہوتے ہیں۔ نامناسب جوش اور نقصان وہ سپرٹ پیدا کرتا ہے۔

۵۔ موجودہ زمانہ خاص مشکلات کا زمانہ ہے ایک دوسرے صوبہ کی ایک اعلیٰ تعلیمی درسگاہ میں جو گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے۔ اُس کے منتظموں نے نہ صرف طلباء کو بلکہ سٹاف کو پولیٹیکل جلسوں میں حصہ لینے سے روکنا مناسب خیال کیا ہے لفٹنٹ گورنر پنجاب ایسی کارروائی کرنا ضروری خیال نہیں کرتے انہیں یقین ہے کہ مختلف کالجوں کے پروفیسر صاحبان پر بھروسہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہر ایک ایسی بات سے بچنے کی کوشش کرینگے جو طلباء کے سامنے بری مثال پیش کرسکے انہیں پرنسپلوں اور پروفیسروں پر اعتبار ہے کہ وہ اپنے رسوخ اور اثر کو استعمال کرینگے تاکہ ان کے طلباء ایسے لٹریچر جو ان میں فرقہ واری کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ پڑھنے سے اور دوران جنگ میں۔ پولیٹیکل جلسوں میں شریک ہونے سے باز رہیں۔ طلباء کے والدین اور سرپرستوں کو بھی کالج کی رخصتوں میں ایسی ہی نگرانی کرنی چاہیئے۔ لفٹنٹ گورنر صاحب طلباء کے اعلیٰ احساس پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس پالیسی پر وفاداری سے عمل کرینگے۔ جو ان کی ترقی میں روکاوٹ نہیں ڈالتی۔ بلکہ معقول اور درست طریقوں پر ترقی کو یقینی کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اس سے وہ اپنے ملک کے لائق فرزند اور شہنشاہ کی وفادار رعایا بن جائیں گے۔

زندگی — عزیز اور معزز بھائی مسٹر پی ایل شاکر صاحب مقیمی لکھنؤ کا جاری کردہ ماہواری رسالہ کا تیسرا نمبر ہمارے سامنے ہے جس قابلیت اور ہندوستانی مسیحی قومی جوش اور اُنس کے ساتھ ہمارے قابل تعظیم ایڈیٹر آجتک اس رسالہ کو ایڈیٹ کرتے رہے وہ ہمارے تائید و تعریف کی محتاج نہیں ہے۔ بمصداق مقولہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید جن صاحبوں نے شروع سے ہی اس نوخیز رسالہ کا مطالعہ کیا ہے وہ بخوبی اس کے حسن و مفاد سے واقف ہیں۔ ایسے آزادانہ مگر متانت کے ساتھ ہندوستانی مسیحیوں کی پوزیشن کو صاف کرنے اور اس کے مطالبات سنجیدگی کے ساتھ اپنی مہربان گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کرنے مسیحی تمدن اور مذہب کی پختگی اور اس میں امداد دینے اور مسیحی قوم کو متحد کر کے ایک معجون معتدل بنا دینے والے اردو رسالہ کی اشد ضرورت تھی جس کو اس رسالہ کے ایڈیٹر صاحب نے رفع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ لیکن ہمارے ناظرین اس مقولہ کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ "جماعت کرامات ہوتی ہے" بھلا اکیلا ایڈیٹر ایسے بھاری بوجھ کو صرف اپنے ہی کاندھوں پر اُٹھا کر منزل مقصود تک کب پہنچا سکتا ہے۔ یہ کام کرنے کے لئے تمام ہندوستانی مسیحیوں کی مشترکہ کوشش کی ضرورت ہے جس کو وہ دو صورتوں میں عمل جامہ پہنا سکتے ہیں۔ یعنی اوّل یہ اس رسالہ میں ویسے ہی قابلیت کے ساتھ مضامین درج کریں جس کے وہ شایاں اور مقتضی ہو دوم اُس کے خریدار خود بنیں اور اوروں کو خریدار بننے کی ترغیب دیں۔ امداد کی ان دونوں شقوں کو پورا کرنے سے نہ صرف "زندگی" کی ہستی اور زندگی بحال رہیگی اور زیادہ بڑھیگی۔ بلکہ ہندوستانی مسیحیوں کا اتفاق۔ باہمی ہمدردی اور فلاحیت میں بڑا بھاری اضافہ ہوگا۔ اس کام میں ہمیں اپنے ہندو مسلمان بھائیوں کے نمونہ سے سبق لینا چاہیئے افسوس کہ وقت کے لحاظ سے واجب تھا کہ ہندوستانی مسیحی اُستاد ہوتے۔ مگر ابھی ضرورت ہے۔ کہ کوئی اور انہیں سکھائے۔

عزیزو! ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دینی اور دنیاوی فرائض کو پہچانیں اور اُن کو عمل میں لانے کے لئے جان سے کوشش کریں۔ اور ان کوششوں میں سے ایک یہ ہے کہ "زندگی" جیسے رسالہ کی اپنے قلم اور زر سے امداد دینے میں کوتاہی نہ کریں

ذیلداروں اور نمبرداروں کے فرائض — گورنمنٹ پنجاب کا سرکاری مراسلہ مظہر ہے کہ ہر ایک ضلع پنجاب میں فوجی رنگروٹوں کو بھرتی کرانے کے معاملہ میں ذیلداروں اور نمبرداروں کے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں فنانشل (صیغہ مال کے) کمشنروں نے لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے پنجاب کے محصولات اراضی کے ایکٹ میں چند نئے قاعدے اور داخل کئے ہیں۔ نئے قاعدوں میں بیان کیا گیا ہے کہ تمام ذیلداروں اور نمبرداروں اور کلکٹر صاحب کی عام یا خاص ہدایت کے بموجب فوجی خدمات میں خواہ وہ میدان جنگ میں ہوں خواہ نہ ہوں رنگروٹوں کے جمع اور بھرتی میں اپنی شخصی اور دیگر اقسام کی امداد گورنمنٹ کے تمام افسروں اور دیگر اشخاص کو دیتے رہیں۔ یہ قاعدے حال ہی مشتہر کر دیئے گئے اور پنجاب میں اُن پر عملدرآمد ہو



(ایڈیٹر نامہ نگار کی راؤں کا ذمہ وار نہیں۔)

ذرا اپنی جیب میں ہاتھ ڈالو

حضرات! جہاں تک ہماری سمجھ ہے۔ اور جہاں تک ہماری نگاہ پہونچتی ہے۔ ہم انسان کے وجود کو ایک ایسا بیش بہا جوہر پاتے ہیں کہ جس کی نظیر قدرت کے کارخانے میں کہیں نہیں ملتی۔ جیسے موتی کا بیش بہا ہونا اُس کی جلا پر موقوف ہے۔ اُسی طرح انسان کے وجود کا زیادہ قابل وقر ہونا کسی علم یا ہنر کے حاصل کرنے پر منحصر ہے۔ بشرطیکہ وہ بھی کمال تک پہونچا ہو۔ ایک فلاسفر کا قول ہے کہ سب سے زیادہ تربیت کی محتاج وہ شے ہے جس میں سب سے زیادہ قابلیت و استعداد ہو اس لئے انسان کی ذات جو غیر محدود کمالات کی قابلیت رکھتی ہے موجودات میں اس سے بڑھکر اور کون زیادہ تربیت کی محتاج سمجھی جائے۔ بلکہ انسان کو وہ حالت نصیب ہونی ممکن ہی نہیں جس کے بعد اُس کو ترقی کی ضرورت باقی نہ رہے۔ یہ تو تم بھی جانتے ہی ہوگے کہ مغربی ممالک نے علم و ہنر کا جھنڈا اُس بلندی پر گاڑ دیا۔ اور تہذیب و شائستگی کا آفتاب کس قدر آب و تاب سے درخشاں ہے کہ جس کی چمک سے آنکھوں میں چکا چوندسی آجاتی ہے۔ مگر افسوس ہم پر سے ابھی تک اس جہالت کے بادل کا سایہ نہ گیا اور نہ ہی جائے گا کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے مغرب کی ان باتوں کو لیا جن سے ہماری ذات کو کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ جن باتوں کے قدم بقدم چلنا تھا اُن کو چھوڑ دیا۔ کیا ہی اچھا ہوتا اگر ہم اس ظاہری بناؤ سنگار اور فیشن کو اور وہم اور چھوت چھات کو چھوڑ دیتے اور اُن کی اندرونی خوبیوں کو حاصل کر لیتے۔ بس وہ فیشن کو سیکھ لیا تو بس جان لیا کہ اب ہم بھی افغاں بن گئے ہیں۔ تلاش

کبھی کبھی انگریز تقسیم اوقات پر بھی نظر کی جہاں وہ ضروریات زندگی کے اور کاموں کے واسطے وقت مقرر کر لیتے ہیں۔ وہاں کتابوں اور اخباروں کے مطالعہ کے لئے بھی وقت مقرر ہے جس سے ان کی دن بدن معلومات میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ البتہ وہ ہماری طرح گندے قصے یا ناول وغیرہ جو محض عشقیہ یا دری ہوں نہیں پڑھتے اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان سے زندگی پر اچھا اثر نہ ہوگا۔ مگر جن سے ہمارے اخلاق پر بُرا اثر نہیں پڑ سکتا تاہم اُن کو استعمال میں لا سکتے ہیں۔ اور اپنی زندگی کو مفید بنا سکتے ہیں۔ فی ذات خود علم ایک انتہا سمندر ہے جس کی تہ کو پہونچنا انسانی ہمت اور طاقت سے بعید ہے۔ آپ نے شاید سمجھ لیا ہوگا کہ چٹھی لکھ پڑھ لینا حساب نکال لینا۔ یا اقلیدس الجبرا۔ جغرافیہ۔ تاریخ جو ہم کو اُستادوں نے پڑھایا یہی علم ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تو ایک قطرہ سے بھی کم ہے اور یہ بھی نہیں کہ جو کچھ تم نے پڑھ دیا بس وہی تمام زندگی کے لئے کافی وافی ہے مجھ بھی نہیں۔ جب تک یہ زندگی ہے تب تک سیکھنا ہی سیکھنا ہے۔ فرض کرو کہ اگر کوئی شخص ہو جس نے تمام علوم و فنون میں یکتائی حاصل کی ہو۔ مگر تاہم بھی وہ اُس لڑکے کی مانند ہے جو سمندر کے کنارے سیپیاں چن رہا ہو اور اندر کے موتیوں سے بے خبر ہو۔ خیال کرو کہ جنہوں نے شہرت حاصل کی یا اپنا نام پیدا کر گئے۔ کیا انہوں نے یہ سب کچھ اُستادوں ہی سے سیکھا تھا۔ یا انہوں نے اپنی تمام عمر شاگردی ہی میں گزاری تھی۔ بلکہ اُن کے ساتھ ایک ایسا اُستاد تھا جو بغیر تنخواہ یا بغیر کسی قسم کے احسان کے ہمیشہ اُن کو سکھاتا رہا۔ اور وہ ہے اُنکا مطالعہ۔ اسی سے ہم اپنی لیاقت بڑھا سکتے ہیں۔ اور اوروں کی طرح اپنا بھی نام پیدا کر سکتے ہیں غرض کتب بینی اور مطالعہ سے ہی مُردہ بدن میں تازہ

جان ڈل سکتی ہے۔ لہذا جس کسی کو مختلف علوم و فنون اور اُن کے عمل اور تجربات اور نئے نئے اختراعات اور علوم جدیدہ سے باخبر رہنا منظور ہو۔ اور رفتار زمانہ اور دُنیا کے تازہ حالات سے آگاہ رہنا چاہتا ہو وہ آج ہی سے اخباروں کا مطالعہ شروع کرے۔ کیونکہ اخباروں ہی سے ملک بملک علم کی روشنی پھیلتی ہے اور جہالت کی تاریکی اس طرح دور ہوتی ہے جیسے بے ایمانی راستی سے اور چوہا بلی سے۔ اب آپ ضرور کہیں گے کہ وہ کونسا اخبار ہے جس کو ہم مطالعہ میں لائیں۔ اور جس کی بابت اتنی خامہ فرسائی کی گئی ہے سنئے حضرت۔ ذرا خود ہی انصاف سے کہئیگا۔ کیا یہی نور افشاں نہیں ہے جو کہ سال ہا سال سے برابر اپنی مشنری خدمات کو انجام دیتا رہا ہے۔ افسوس جس نے اتنی خدمت کی ہو اب اُس کو ہم ترک کر دیتے ہیں محض اس غرض سے کہ اس میں کچھ مزا نہیں۔ بلکہ سادہ اور پھیکا معلوم ہوتا ہے۔ اس نے مٹکا بھگو دیا ہے۔ واہ حضرت مرحبا۔ کیوں کسی پر الزام لگاتے ہیں۔ اس کا پھیکا اور سادہ پن دور کرنا اور عمدہ اور مفید عام بنانا تو آپ ہی کے ذمے ہے۔ سچ تو کہئیے کبھی آپ نے بھی دو حرف تحریر کئے۔ بلکہ اُلٹا اپنی قلم کو قلمدان کے چھپّے خانے بند کر رکھا ہے۔ تاکہ ہوا نہ لگ جائے اور خراب نہ ہو جائے۔ بس ذرا انصاف کریں۔

اگر آپ کو میری بات کڑوی نہ معلوم ہو۔ اور آپنے مصمم ارادہ کر لیا ہو کہ آج سے اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی غرض سے اخبار کا مطالعہ شروع کرونگا۔ تو مہربانی سے **ذرا اپنی جیب میں ہاتھ ڈالو** اور مبلغ تین روپئے نکال کر آج ہی منی آڈر کر کے مینیجر نور افشاں کے پاس روانہ کر دیں تو پھر دیکھیں کیا مزا ہو ایک نہ شد دو کاج۔ ایک تو آپ کی دن بدن معلومات ترقی کرتی

جائے گی دوسری روحانی نعمت بھی کافی ہاتھ آئے گی
خیال رکھیں کہ یہی ایک نور افشاں ہے جو اب تک ہم
دیسی مسیحی شرفا کی خدمت میں دن رات حاضر ہے
کہ وجاہت مرداں کو کام میں لائیں اور اس کا ہاتھ
بٹائیں اور کیچڑ سے نکالکر ذرا بلندی پر بٹھائیں تاکہ
غیر قوموں کے ایڈیٹر انگشت بدنداں ہوں۔

یہی ہے آدمیت آدمی میں
کسی کے کام آئیں مفلسی میں۔

مالک خالق۔ پروردگار سب کو خوش رکھے۔
از قلم فیروز الدین۔ از لاہور

غزل

علاج دردِ دل کے اے طلبگار و ذرا سنلو
تمہارے مرض لاحق کی دوا ہم ہیں بتا دیتے

نہ ہو مضطر پریشاں حال خیال مرض میں اب تم
مرض ہر اک کا ہے دارو یہ مژدہ ہیں سنا دیتے

تمہارا مرض بھی کچھ ہے دارو یہ یقیں جانو
خیال لاعلاجی ہم ہیں پل بھر میں اڑا دیتے

تلاش و جستجو چھوڑو جہاں کے تم طبیبوں کی
طبیب روح و دل سے ہم رفاقت ہیں کرا دیتے

نہ ہے جسکا کوئی ثانی نہ ہوگا پھر زمانے میں
مرض کیسا ہی ہو کہنہ وہ پل میں ہیں مٹا دیتے

نہیں ہمسر کوئی قدرت میں ان کا ہر دو عالم میں
وہ ہر اک مرض پہ قادر ہیں مردوں کو جلا دیتے

بیاں میں ان کے وصفوں کے زبان دیکھئے ہے قاصر
ملائک جنکی تکریم میں سر کو جھکا دیتے۔

چمن کے برگ و گل سارے ہیں جلوہ نما اُسکے
زمین میں شان کا اسکی گماں جڑ میں جما دیتے

بھلا سو جا صبح کو کیوں یہ طائر شور کرتے ہیں۔
ثنا میں اُس کی سب ملکر یہ ہیں نغمہ سرا دیتے۔

ہوا و آب و آتش اور زمین و آسماں سارے
ہیں اُسکے نام اقدس کی پڑے ہر دم صدا دیتے

مسیح یسوع ہے نام اُن کا وہ شافی جہاں کا ہے
شہادت جن کی بابت ہیں پرانے انبیا دیتے

نہیں اعمال حسنہ کچھ بجز ایمان یسوع کے
نجات و مخلصی دیتے تو ہیں ابن خدا دیتے

عبث سہتا ہے رنج ایمان لا ابن مسیحا پر
ترے ایمان سے تجھکو وہ خدا ہیں ملا دیتے

طبیب مرض دردِ دل اگر ہیں تو مسیحا ہیں
تمہارے مرض پل بھر میں ہیں وہ سارے مٹا دیتے

علاج دردِ دل کے اے طلبگارو اگر چاہو
مسیحا پاس آ جاؤ وہ ہیں سب کو شفا دیتے

غلط ہے کہ علاج دل مسیحا کر نہیں سکتے
مریضو آزما لو ہم ہیں دعویٰ سے صدا دیتے

عزیز اپنا خیال غلط کرنا دور مقصد تھا
خلق ساری کو ہم مژدہ مسیح کا ہیں سنا دیتے

راقم۔ یوسف عزیز۔ کلارک آباد

غزل

نہ تم ہی دل میں آتے ہو نہ دل سے غم نکلتا ہے
یہ وہ حسرت ہے وہ ارمان ہے جو کم نکلتا ہے

صلیب شافی عالم سے ایک عالم نکلتا ہے
کہ اس سے جلوۂ نورِ خدا پیہم نکلتا ہے

یہ میٹھا نام جن ہونٹوں سے بس ہر دم نکلتا ہے
نہ پوچھو انکی شیرینی میں کیا عالم نکلتا ہے

نکل باہر گھڑے سے ہو قبر جب آپ کہتے ہیں
تو مردہ تین دن کا لحد سے ایک دم نکلتا ہے

صداقت کے ہو تم نیّر حقیقی نور دو عالم
مقابل کب تمہارے نیّر اعظم نکلتا ہے

خطائیں جتنی میری ہیں وہ یسوع بخشدیتے ہیں
مگر اپنی تو ان کا حوصلہ باہم نکلتا ہے۔

مسیح جب دل میں آتا ہے تو یہ عالم نکلتا ہے
خوشی کی سلطنت ہوتی ہے دور غم نکلتا ہے

میرے سب پوچھ کر آنسو مسیحا گود میں لینا
تا خید احباں کی بزم سے پُر غم نکلتا ہے؟

آئی۔ ٹی۔ آرشید از اجمیر

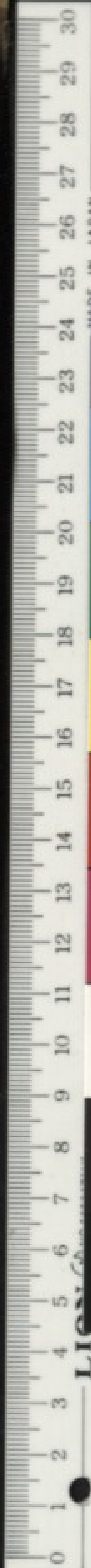
حسن ابدال

(۲)

اے ناظرین۔ نظرباز کہہ رہا تھا کہ جناب ڈاکٹر اینڈرسن صاحب اور مس ایم اے لارنس صاحب نے متلاشیوں کے مکان پر تشریف لے جا کر ان مغموم روحوں کو تسلی دی کہ آج تک اُن کے دل پر اثر ہے۔ اور رہے گا۔

اس کے بعد دونوں نظرباز کے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ اور چاہ نوشی کے بعد چونکہ ۵ بجے کی ٹرین سے واپس جانا تھا تیار ہو کر پیادہ ہی سٹیشن چل دیئے۔ یہ دونوں محنت کش خادم بڑی خوشی سے بشاشت کے ساتھ پہاڑی سے اُتر کر نیچے آئے راہ میں دیگر متلاشیوں کا گروہ ملا کھڑے کھڑے دو چار باتیں ہوئیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا خوب دل لگا کر سیکھو۔

ہم ماہ نومبر ۱۹۱۷ء میں دورے آئیں گے تب تم کو بپتسمہ دیں گے۔ ایک متلاشی نے کہا حضور پادری صاحب نومبر میں کتنے مہینے باقی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب دو مہینے۔ سلام سلام۔ الوداع۔ الوداع۔



چلتے چلتے سٹیشن پہونچے۔ چونکہ ٹرین ایک گھنٹہ لیٹ تھی۔ اس روحانی جرنیل (ڈاکٹر اینڈرسن صاحب بہادر) نے اپنا رنگین تھیلا جس میں گولی بارود تیرکمان۔ فلاخن غلیل۔ تلوار۔ کٹار۔ سیف۔ کرپان۔ گرز۔ چکر۔ پیش قبض۔ بچھوا۔ گپتی۔ پستول۔ کڑابین۔ طمنچہ اور طرح طرح کی روحانی ہتھیاروں (کتابوں) ہر کاندھے پر لٹکائے۔ اور ہاتھ میں دونالی (دودھاری) ریوالور انجیل جو حقیقت میں ریوالور کرنے والی ہے۔ ایک سکھ صاحب کے دل پر نشانہ لگا کر فیر کی۔ سکھ صاحب نے گھاؤ کھاتے ہی ایسی چیخ ماری کہ فوراً چاروں طرف سے جتنے سکھ سنت سنگھ سبھی سن رہے تھے آریہ۔ مرزائی۔ محمدی سبھی ٹوٹ پڑے اور اپنی اپنی جگہ جنگ آرائی پر آمادہ ہوگئے۔

آہاہا یہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ریل آگئی اور یہ دونوں مسیح کے بہادر سپاہی ٹرین میں جابیٹھے۔ اور سلام کے بعد ٹرین یہ گئی وہ گئی اور ہم واپس گھر آگئے۔

جیمس ولیم نظر باز۔ از حسن ابدال۔

رسالہ "زندگی" کی اشد ضرورت

اگر مریض اپنے آپ کو مریض سمجھے تو اُسکی صحتیابی کی توقع کیجا سکتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ طبیب سے رجوع کریگا۔ اور اگر علاج معقول ہوا تو بچ جائیگا لیکن اگر مریض کہے کہ مجھ کو دوا کی کچھ ضرورت نہیں۔ میں بیمار نہیں ہوں۔" تو یقیناً اُس کی زندگی خطرہ میں ہے۔ یہ کلیہ افراد اور اقوام دونو پر صادق آتا ہے۔ مگر اقوام کا معاملہ اس خصوص میں افراد سے زیادہ نازک ہے۔ افراد کو بیماری میں زبردستی دوا دی جاسکتی ہے پر اقوام کے ساتھ ان کے معالج یا دیگر خیر خواہ کیونکر زبردستی کریں؟ اور جب قوم کے مرض کا علاج نہ ہوا تو نتیجہ ظاہر ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں اور خدا کا شکر ہو کہ ہم نے تعلیم میں بالخصوص تعلیم نسواں میں دیگر فریقوں سے زیادہ ترقی کی ہے۔ اس امر میں مشنری صاحبان ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے۔ کہ من حیث الجماعت ہماری قومی اور معاشرتی حالت قابل اطمینان ہے؟ ہماری قومیت کی تو یہ کیفیت ہے کہ بعضوں کو ابھی تک ہمارا وجود ہی تسلیم نہیں۔ اور معاشرتی امور میں بھی بہتیری گتھیاں پڑی ہوئی ہیں مذہباً بھی ہم کو ابھی بہت ترقی کرنی ہے۔ بزرگان دین کو عام شکایت ہے کہ ہندی مسیحی روحانیت میں بہت پیچھے ہیں۔

اختلاف رائے کوئی عیب نہیں۔ بلکہ اگر سچ پوچھئے تو یہ خود ثبوت اس امر کا ہے کہ اہل اختلاف میں جان باقی ہے اور جدوجہد کا مادہ رکھتے ہیں۔ اس طور کے اختلافات کی بحث نہایت ضرور ہے تاکہ غلط رایوں کا سقم ظاہر ہو جائے اور صائب آرا کی خوبی نظر آئے۔ اور قوم کے اجزا ے پریشان متحد ہو کر حصول مقاصد میں کامیاب ہو سکیں

اختلاف رائے سے راقم الحروف کی مراد تعدد نصب العین نہیں ہے۔ نہیں ہمارا مطمح نظر واحد ہونا چاہئے اور یہی اصل اتحاد ہے۔

پس ہمارا نصب العین کیا ہونا چاہئے؟ اور حصول مقصد کے واسطے کون سے ذرائع مناسب ہونگے؟ اس ہی قسم کی ابحاث کے لئے ایک رسالہ کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کام صرف "زندگی" سے انجام پاسکتا ہے۔ کیونکہ

اوّلاً۔ دیگر رسالجات گو قومی اور معاشرتی نکات کے حل میں ہمارے معین ہوں۔ لیکن اُن کے اجرا کی خاص یہ غرض نہیں ہے۔

ثانیاً۔ جن معنوں میں زندگی کو آزاد کہا جاسکتا ہے۔ ان ہی معنوں میں دیگر رسالوں کو غالباً آزاد نہیں کہا جاسکتا۔

پس ہماری قوم کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر زندگی کے اڈیٹر صاحب کو فی الحقیقت "بالجبر شا بسلامت" کے مفہوم پر عمل پیرا ہونا پڑے۔ راقم الحروف کو معلوم ہے کہ زندگی کے اجرا سے مالک رسالہ ہذا کو مالی منفعت مقصود نہیں ہے محض بنظر خدمت قوم اس اہم اور دشوار کام کا بیڑا انہوں نے اٹھایا ہے۔ لہٰذا حامیان و بہی خواہان قوم کو چاہئے کہ اس قومی مہم میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ خدا نہ کرے کہ ہماری قوم کے سربر آوردہ افراد میں سے کوئی بھی کپتان الگزنڈر ہینڈرلی آزاد کے شعر ذیل کا مصداق بنے ؎

بس دیکھنے ہی کے ہیں گراں مایگان شہر
پانی کا فیض کب ہے گوہر آبدار میں۔

س۔ و۔ ب

ضرورت

اے۔ وی۔ گورنمنٹ اسکول کیلئے ماسٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ مبلغ ۲۰؍ روپیہ ماہوار اور رہنے کے واسطے گھر بھی ہے

کسی ایک ایونجلسٹ گاؤں میں کام کرنے کے لئے۔ کی بھی ضرورت ہے۔

پادری لا صاحب۔
سی۔ ایم۔ ایس۔
علیگڈھ

سالانہ قیمت سالانہ دو روپے معہ محصولڈاک۔ دفتر اشاعت۔ مینو پریس لکھنو۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۹۸ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم اور کل بنانے کی غرض سے کر رکھی ہیں ۱۹۱۲ء سے جسٹس لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیرنگرانی رہتی ہیں۔ جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ فی طالب علم خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم فیس ۲ ماہواری فی طالب علم ہے سرکاری شرح بمطابق قیمت کتب وغیرہ علاوہ ہے۔ ہائی کے طالب علم برائے حصول تعلیم مشن سکول میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ وغیرہ مناسب قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جن رکشا گاڑی کرایہ فی ... میل ... جن رکشا عہ ... مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور وسعت افزا مقام پر واقعہ ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے جنگلی کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ مزید بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہے۔ لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول
بٹالہ۔ ضلع گورداسپور

باغ دل

اڈیٹر مسٹر محمد اسمعیل صاحب

چندہ سالانہ ۸ رنگ یا بارہ کاپیاں ایک چپ چھپی جاویں آٹھ سو کا فی کاپی ۳ المشتہر۔ ای۔ ایم ویری ڈی ڈی منیجر لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی تمام کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو اور پنجابی زبان میں امریکن ٹرکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شایع ہوتی ہے فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو منیجر پادری ای۔ ایم ویری صاحب لودیانہ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شایع ہوتا ہے۔ جس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شایع ہوتے ہیں۔ چندہ سالانہ حسب تحقیق خریداران ۱۲ سے لیکر ۳ تک نمونہ اڈیٹر مخزن مسیحی منیجر جسوال پلی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک ۴

ہندوستان و پنجاب سے بمعہ محصول ڈاک ...

غیر ممالک سے ... ...

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸/	ے	رعہ
چوتھائی کالم	ے	رعہ	عسہ
نصف کالم	رعہ	عسہ	مسہ
پورا کالم	عسہ	مسہ	صہ
پورا صفحہ	صہ	طعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ہر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

عمدہ قابل اطمینان اصلی ۱۲/

تخم ترکاری اور پھول نیز پھول پھل کے پودے ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں فہرست منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو سہارن پور

ضرورت ۴/۴

بنوں میڈیکل مشن کے لئے دو مسیحی سب اسسٹنٹ سرجنوں کی ضرورت ہے ان میں سے ایک تو بنوں میں رہیگا تنخواہ معقول اور گھر ملیگا۔ اور دوسرا ایک مقام متصل ایک برانچ ہسپتال کا چارج لیگا۔ کل درخواستیں ڈاکٹر آر کاکس سی۔ ایم۔ ایس بنوں شمال مغربی سرحدی صوبہ آنا چاہئیں۔

ضرورت ۴/۴

ضلع آگرہ میں ایک پرائمری سکول کے لئے ایک مسیحی ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو درخواست کنندہ ڈیکر مڈل تک ہندی ضرور جانتا ہو۔ اور اردو جاننے کی بھی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت دیجائے گی کل درخواستیں معہ نقول سندات پاس پادری جے سی۔ ہیرین سی ایم ایس آگرہ آنا چاہئیں۔

اشتہار ۲ء

تخم ترکاری پھول اور پھل پھول کے پودے مطلوب ہوں تو مسٹر این ہیلفنس سپرنٹنڈنٹ امپریلیڈ فروٹ گارڈن آفس سہارنپور سے طلب کر سکتے ہیں

اشتہار ایک تجربہ کار بائبل ومن کی جو کہ پنجابی اور اردو جانتی ہو ضرورت ہے درخواستیں معہ اسناد مس ایم۔ ایل ہیرس صاحبہ لودیانہ کے نام آنی چاہئیں۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام رائلی برادرز چھپا